Syed Mazghir-ul-Hasan Zaidi, P.O. Bhandari Bihar

فہرست کتب فروختنی انجمن حمایت اسلام لاہور

نام کتاب	قیمت
دائمی جنتری مرتبۂ انجمن	۲ پائی
تختۂ حروف اردو	۳ پائی
اردو کاپی سلیپ نمبر۱ (الف)	۳ پائی
ایضاً ایضاً (ب)	۲ پائی
ایضاً ایضاً نمبر۲	۲ پائی
ایضاً ایضاً نمبر۳	۹ پائی
اردو کا قاعدہ مرتبۂ انجمن ..	۶ پائی
اردو کی پہلی کتاب لڑکوں کے واسطے	۱ر۶ پائی
ایضاً لڑکیوں کے واسطے	۱ر۶ پائی
اردو کی دوسری کتاب	۲ر۶ پائی
ایضاً تیسری کتاب	۵ر
ایضاً چوتھی کتاب	۱۰ر
ایضاً پانچویں کتاب	
دینیات کا پہلا رسالہ ..	۱ر۳ پائی
ایضاً دوسرا رسالہ ..	۱ر۹ پائی
ایضاً تیسرا رسالہ ..	۲ر۳ پائی
صرف اردو کا ابتدائی رسالہ	۲ر
ہندسے و پہاڑے ..	۳ پائی
فارسی کی پہلی کتاب ..	۱ر۹ پائی
ایضاً دوسری کتاب ..	۲ر۳ پائی
ایضاً تیسری کتاب ..	۶ر
ایضاً چوتھی کتاب ..	۸ر
صرف فارسی کا ابتدائی رسالہ	۳ر
عربی کا قاعدہ	۶ پائی
تختۂ حروف عربی ..	۲ پائی
دینیات کی پہلی کتاب ..	۱ر۲ پائی
ایضاً دوسری کتاب ..	۲ر۹ پائی
ایضاً تیسری کتاب ..	۳ر۶ پائی
ایضاً چوتھی کتاب ..	۳ر۶ پائی
ایضاً پانچویں کتاب ..	۳ر
عوامل عربیہ	۱ر
غنیۃ الطالب ومنیۃ الراغب	عمہ
انگریزی قاعدہ	۳ پائی
انگلش پرائمر	۱ر۹ پائی
فسٹ ریڈر	۳ر۹ پائی
سیکنڈ ریڈر	۵ر۶ پائی
انگلش گرامر	۱ر۶ پائی
انگریزی بول چال ..	۶ر

نام کتاب	قیمت
معجزات محمدیہ انگریزی	۲ر
لکچر انگریزی خواجہ ضیاء الدین صاحب	۱ر۶ پائی
مولوی حافظ نذیر احمد صاحب کا لکچر نمبر۱	۱ر۶ پائی
اثبات اصول اسلام ” نمبر۲	۲ر
رسالہ حمایت اسلام ” نمبر۳	۲ر
فطرۃ اللہ .. ” نمبر۴	۲ر
لکچر توحید یعنی مولوی صاحب کا لکچر نمبر۵	۲ر۶ پائی
لکچر ایضاً نمبر۶	۱ر۶ پائی
ایضاً ایضاً نمبر۷	۲ر
ایضاً ایضاً نمبر۸	۲ر
اثبات معجزات القرآن اردو	۲ر
لکچر خواجہ کمال الدین صاحب بی اے نمبر۱	۲ر
اسلام کا زندہ معجزہ مؤلفہ ایضاً نمبر۲	۲ر
لکچر شیخ عبد القادر صاحب بی اے	۲ر
” گفت و شنید	۲ر
رفیق الطلبہ	۵ر
خواب حیرت	عمہ
مجموعہ میر ناصر نواب ..	۲ر
ایک عیسائی کے تین سوالوں کے جواب	۴ر
ابطال الوہیت مسیح ..	۴ر
تقدیس الانبیا	۴ر
تحریف القرآن کا جواب ..	۶ پائی
ازالۃ الشبہات ..	۱ر۶ پائی
نظم ارشد ...	۲ر۶ پائی
مسدس دافع الوساوس۔ ارشد	۱ر
تضمین ارشد ..	۴ر
چندہ نامہ ارشد ..	۳ پائی
تحفہ مرزا ارشد ..	۹ پائی
انجمن نامہ ارشد ..	۱ر
مرقع حکمت ارشد ..	۳ر
مجموعہ نظم جلسۂ ہشتم انجمن	۱ر۶ پائی
ناصح حصۂ دوم ..	۲ر
آٹے نامہ	۳ پائی
نماز اور اس کی حقیقت ..	۴ر
روزہ اور اس کی حقیقت ..	۴ر
پنجابی نظم	۶ پائی
دافع الفساد	۲ر

نام کتاب	قیمت
انیس المسافرین (مسائل حج)	۴ر
رسالہ اعتذام حجاج	۲ر۶ پائی
اسلام اور اس کا بانی ..	۳ر
قوت فیصلہ	۲ر
اسرار التنزیل	۲ر
ضرورت قرآن	۲ر
تفسیر فیروزی ربع پارۂ عمّ	۲ر
ایضاً سورۃ الرحمٰن	۳ر
مناجات فیروزی	۲ر
نعت فیروزی	۳ر
اعجاز التنزیل	عہ
تصدیق براہین احمدیہ ..	عہ
اُسبوع شریف	۴ر
مخزن الامثال	۳ر
الوہیت مسیح اور تثلیث کا رد حصہ اول	۴ر
ایضاً ایضاً ” دوم	۴ر
صحیح مسلم	عہ
جواہر صمدیہ	عہ
مسلم گائیڈ (نماز انگریزی)	۴ر
ولادت مسیح	۳ر
مرقع اسلام	۴ر
نیر اعظم	۴ر
آئینۂ کمالات اسلام ..	[illegible]
برکات الدعا	۲ر
تفسیر دانیال (انگریزی) ..	۱ر
مجموعۂ وعظ حصۂ اول ..	۵ر
ستۂ ضروریہ	۵ر۶ پائی
تریاق اختری	۳ر۹ پائی
کتاب الصرف	۴ر
کتاب النحو	۶ر
لکچر حکیم امین الدین صاحب بیرسٹر ایٹ لا	۳ر

العبد
سید امیر شاہ لائبریرین
انجمن حمایت اسلام لاہور

اور یہ تینوں ایک ہیں۔ زمین میں گواہی دینے والے تین ہیں۔ روح[1] ۔ ماء[2] ۔ دم[3] اور یہ تینوں ایک میں متحد ہوتے ہیں اور بموجب گمان اُن کے محققین علما کے اصل عبارت اتنی تھی کہ گواہی دینے والے تین ہیں (۱) روح ۔ (۲) ماء ۔ (۳) دم ۔ اور یہ تینوں متحد ہوتے ہیں ایک ہیں ۔ پس تثلیث کے معتقدوں نے یہ عبارت اس میں بڑھادی ۔ آسمان میں تین ہیں اب ۔ کلمہ ۔ روح القدس اور یہ تینوں ایک ہیں اور زمین میں گواہی دینے والے ۔ کرپستاخ اور شولن متفق ہیں کہ یہ عبارت ملحق یعنی پیچھے سے لگائی ہوئی ہے ۔ اور ہورن باآنکہ متعصب ہے وہ بھی قائل ہے کہ یہ عبارت الحاقی واجب الترک ہے اور تفسیر ہنری و اسکاٹ کے جمع کرنے والے اس کو الحاقی مانتے ہیں اور آدم کلارک بھی اُسے ملحق جانتا ہے اور اگسٹائن جو عیسائی علما سے بہت بڑا عالم چوتھی صدی میں گذرا ہے اور عیسائی اُس کو معتبر جانتے ہیں وہ قائل تھا تثلیث کا اور فرقہ ایرین منکران تثلیث سے مناظرہ کرتا تھا ۔ اُس نے اس رسالہ یوحنا کی دس نقلیں کی تھیں جن میں یہ عبارت الحاقی نہ تھی اگر فی الاصل یہ عبارت ہوتی تو وہ اُس کو نقل کرکے منکروں پر حجت قایم کرتا بلکہ اُس نے تکلف کرکے آیت ۸ کے حاشیہ پر لکھا کہ مراد ماء سے اب ہے اور دم سے ابن اور روح سے روح القدس چونکہ یہ توجیہ نہایت ضعیف تھی تو تثلیث کے معتقدوں نے اس عبارت حاشیہ کو متن کی عبارت سے ملادیا تاکہ تثلیث کی دلیل ہو اور اس عبارت کی تحقیق میں ہورن مفسر نے بارہ ورق لکھے ہیں اور بہت سی وجہوں سے اس کو جھٹلایا ہے **پہلی** وجہ یہ عبارت ان نسخوں میں موجود نہیں جو نسخہ یونانیہ سے سولھویں صدی سے بیشتر لکھے گئے ہیں **دوسری** وجہ جو نسخے بہ تمام کوشش پہلے زمانے میں چھپے ہیں اُن میں یہ عبارت نہیں ہے **تیسری** وجہ کسی ترجمہ قدیم میں سوا لاطینیہ کے یہ عبارت موجود نہیں ہے ۔ **چوتھی** وجہ اکثر قدیمی لاطینی نسخوں میں بھی یہ عبارت نہیں ہے ۔ **پانچویں** وجہ قدیم عیسائیوں سے کسی نے اس کے ساتھ تمسک نہیں کیا ہے ۔ **چھٹی** وجہ فرقہ پروٹسٹنٹ کے اماموں نے یا تو اس عبارت کو دور کردیا تھا یا اس پر علامت شک لگادی تھی الخ ۔ اب دیکھو کہ عیسائیوں کی معتبر کتابوں سے کیسی صاف صاف تحریف ثابت ہوگئی اور وہ بھی اصل مسئلہ تثلیث میں باقرار انکے علما کے ۔ پس اب تو پادری صاحب کا یہ عذر کہ اگر محمدی ایسی باتیں توریت اور انجیل کی بابت مسیحیوں کی مشہور اور معتبر کتابوں سے نکال لاسکتے تو البتہ ان کا یہ ادعا کہ کتب مقدسہ تحریف ہوئی ہیں بیجا نہ ہوتا انتہے ٹوٹ گیا ۔ کیونکہ مسیحیوں کی مشہور اور معتبر کتابوں سے صریح تحریف کا اقرار دکھا دیا گیا ہے ۔ جس کو عیسائیوں کی مقدس کتابوں کی غلطیوں اور تحریف کی اور زیادہ تفصیل دیکھنی ہو وہ کتاب اظہار الحق مطبوعہ استنبول کو ملاحظہ کرے ؁

Vide also Sir W. Muir and the Rev. E. Sell.

حکم دیا تھا اور نسخہ سامری میں لکھا ہے کہ جرزیم کے پہاڑ میں مسجد کا حکم دیا تھا۔ اس لئے قدیم سے یہودیوں اور سامریوں میں یہ اختلاف چلا آیا ہے اور ہر فرقہ دعوے کرتا ہے کہ دوسرا نسخہ محرف ہے اور ایسا ہی علماے فرقہ پروٹسٹنٹ اس باب میں مختلف ہیں۔ آدم کلارک مشہور مفسر اپنی تفسیر کی پہلی جلد صفحہ ۸۱۷ میں لکھتا ہے کہ محقق کنی کاٹ کا دعوے یہ ہے کہ نسخہ سامری صحیح ہے اور محقق پادری اور ڈشیور دعوے دار ہیں کہ نسخہ عبرانی صحیح ہے مگر بہت لوگ جانتے اور یقین کرتے ہیں کہ کنی کاٹ کی دلیلیں قوی ہیں اور سامریوں کی عداوت کی رو سے ضرور یہود نے تحریف کی ہے کیونکہ اس بات کو سب مانتے ہیں کہ جرزیم کا پہاڑ چشمے دار ہے جس میں باغات اور سبزی ہے تو اس میں مسجد کا بنانا مناسب ہے برخلاف عیبال پہاڑ کے کہ وہ خشک مکان ہے یہ ترجمہ ہے کلام مفسر مذکور کا۔ ہرچند یہ تین سچی شہادتیں وقوع تحریف کی کتب مقدسہ میں بمقابلہ اہل تثلیث کے کافی تھیں۔ مگر ایک اور بھی علاوہ کے طور پر ہدیہ کرتا ہوں تا کسی صاحب کا کوئی ارمان باقی نہ رہے۔ سفر صموئیل کے باب ۲۴ آیت ۹ میں لکھا ہے کہ بنی اسرائیل آٹھ سو ہزار مرد جرار تھے اور یہودا کی اولاد پانچ سو ہزار بہادر تھے اور آیت ۵ باب ۲۱ سفر ملوک اول میں ہے کہ اسرائیلی بارہ سو ہزار مرد جرار تھے اور یہودا چار سو ہزار اور ستر ہزار تھے۔ اب ہر ادنے اعلےٰ یقین کرتا ہے کہ ان دونوں عبارتوں سے ایک نہ ایک ضرور محرف ہے۔ آدم کلارک اپنی تفسیر کی دوسری جلد میں بضمن ان عبارتوں صموئیل کے لکھتا ہے کہ دونوں عبارتوں کا صحیح ہونا غیر ممکن ہے اور ایک کو ان دونوں سے بالیقین صحیح جاننا بھی مشکل ہے اور غالب گمان یہ ہے کہ پہلی عبارت صحیح ہے اور عہد عتیق کتب تواریخ میں بہت جگہ تحریفات واقع ہوئی ہیں ان میں تطبیق بننے کا خیال کرنا عبث اور بیہودہ ہے بہتر ہے کہ ہم پہلے سے مان لیں اس بات کو یعنی تحریف کو جس کے انکار کی ہم کو گنجایش نہیں۔ یہ کلام مفسر مذکور کا ترجمہ ہے۔

اب اس مذکورہ بالا سے ہر دانشمند کو یقین ہوا کہ کتب عہد عتیق میں واقعی اور یقینی تحریف ہوئی ہے باقی رہا حال عہد جدید کا سو اوپر یہ بھی گذر چکا ہے کہ انجیل لوقا میں نسخہ یونانی پر اعتماد کر کے نسب نامہ مسیح میں قینان کو لکھا ہے جس کا وجود بموجب شہادت دو الہامی کتابوں نسخہ عبرانی اور سامری کے نابود ہے۔ پس جب انجیل ایک چیز محض عدم کو جس کے معدوم ہونے پر دو الہامی کتابیں گواہ ہیں ثابت کر رہی ہے اور ایک شخص بناوٹی کو حضرت مسیح کے اجداد میں لکھ دیا ہے اور ظاہر ہے کہ جھوٹے باپ کی طرف نسبت گناہ کبیرہ ہے۔ تو پھر اس انجیل کی صحت میں بڑا بھاری شک پڑ گیا اور اس کے اصل اور صحیح ہونے میں شک کلی ہوا۔ پھر آگے چلو اور سنو کہ پہلے رسالہ یوحنا کے پانچویں باب میں لکھا ہے آیت ۷ گواہی دینے والے آسمان میں تین ہیں۔ اور وے اب اور کلمہ اور روح القدس ہیں

اور اگسٹائن جو چوتھی صدی میں عالم علمائے مسیحی گذرا ہے مع اور قدیمی علماکے اس اعتقاد پر ہے کہ نسخہ یونانی صحیح ہے اور ہارسلی مفسر نے بھی اپنی تفسیر میں بذیل آیت ۱۱ باب ۱۱ سفر تکوین کے اسی کو اختیار کیا ہے یعنی نسخہ یونانی صحیح جانتا ہے اور رہیلز کہتا ہے کہ نسخہ سامری صحیح ہے اور ہورن محقق بھی اسی پر ہے اور پہلی جلد تفسیر واسکاٹ میں ہے کہ اگسٹائن کہتا تھا کہ یہود نے عبرانی نسخہ کو تحریف کر دیا ہے اُن اکابر کی تاریخوں کو جو طوفان سے پہلے تھے۔ اور نیز جو بعد طوفان پیدا ہوئے حضرت موسےٰ تک اور غرض یہود کی اس تحریف کرنے سے یہ تھی کہ ترجمہ یونانی غیر معتبر ہو جاوے اور دین مسیحی میں خلل آوے اور قدیمی عیسائی ایسا ہی کہتے تھے کہ یہود نے سنہ ۱۳۰ء میں توریت کو تحریف کر دیا تھا یہ ترجمہ ہے عبارت تفسیر ہنری واسکاٹ کا اور ہورن دوسری جلد اپنی تفسیر میں بہت سے دلایل قایم کر کے کہتا ہے کہ بیشک یہود نے قصداً تحریف کیا توریت کو اور جو کہتے ہیں کہ سامریوں نے قصداً تحریف کی ہے یہ بے اصل بات ہے یہ ترجمہ ہے خلاصہ عبارت تفسیر ہورن کا۔ اب دیکھو مفسرین کتب عہد عتیق کیسا صریح اور صاف اقرار اور اقبال کر رہے ہیں کہ ان کتابوں میں تحریف واقع ہوئی اور تاریخ تحریف اور غرض تحریف مع نشان و پتہ تحریف کنندگان کیا خوبی سے بتا رہے ہیں پس کیسا جواب شافی ملا پادری صاحب کو جو ابتداے رسالہ تحریف القرآن میں لکھ کر دھوکہ دیتے رہے ہیں کہ مسلمان اس کا معقول جواب نہیں دیتے کہ کس وقت تبدیل ہوئی اور کن لوگوں نے تبدیل کیا اور ان کا مطلب کیا تھا الخ یعنی جواب یہ ہے کہ پادری صاحب کی معتبر تفسیروں میں لکھا ہے کہ قدیمی معتبر عیسائی کہتے تھے کہ یہود نے سنہ ۱۳۰ء ایکسو تیس میں بغرض تخریب دین مسیحی کے توریت میں تحریف کی اور ایسی تحریف جس سے کتب الہامی کے نسخوں میں اس قدر تغیر و تبدل واقع ہوا جس کی تطبیق ممکن ہی نہیں کیونکہ زمین و آسمان کا فرق پڑ گیا ہے۔ پس اب کے عیسائی اور تنخواہ خوار پادری جو اس تحریف یقینی کو سہو کاتب پر حمل کر رہے ہیں خلاف انصاف اور محض ہٹ دھرمی ہے کیا معنے کہ سہو کاتب تو تھوڑی سی توجہ سے نکل جاتے ہیں اور یہ تو اس قدر تحریف ہوئی جس سے ایک ہزار سات سو ترپن برس سے اُن کی کتابیں باہم سخت مختلف ہو گئیں اور قابل اعتبار کے نہ رہیں پھر حیلے بہانے کر کے دنیوی فائدوں کو پورا کرنے کی نیت سے انہی محرف کتابوں پر چلنا اور نہایت صحیح کتاب آسمانی پر ایمان نہ لانا پناہ بخدا اے لایزال۔ پروردگار عالم انصاف بخشے اور سیدھے راستے کی رہنمائی کرے۔

اگر عیسائیوں کو اس قدر اظہار تحریف سے دلجمعی نہ ہو تو لیجئے اور بھی عرض کر دیتا ہوں کہ عبرانی نسخے کی کتاب استثنا باب ۲۷ آیت ۴ میں لکھا ہے کہ حضرت موسےٰ نے عیبال کے پہاڑ میں مسجد کے بنانے کا

واسکاٹ میں جدول مثلاً جدول بالا کے لکھی ہے جس میں سوائے سام کے سب کی عمر سے وہ سال لکھا ہے۔ جس میں اس کے گھر فرزند پیدا ہوا اور سام کے محاذی وہ سال ہے جس میں بعد طوفان اس کے گھر فرزند تولد ہوا اور وہ جدول یہ ہے ۔

نام	نسخہ عبرانی	سامری	یونانی	نام	نسخہ عبرانی	سامری	یونانی
سام	۲	۲	۲	فالغ	۳۰	۱۳۰	۱۳۰
ارفخشد	۳۵	۱۳۵	۱۳۵	رعو	۳۲	۱۳۲	۱۳۲
قینان	۰	۰	۱۳۰	سروغ	۳۰	۱۳۰	۱۳۰
شالح	۳۰	۱۳۰	۱۳۰	ناحور	۲۹	۷۹	۷۹
عابر	۳۴	۱۳۴	۱۳۴	تارخ	۷۰	۷۰	۷۰
					۲۹۲	۹۴۲	۱۰۷۲

پس دیکھو کہ اس میں بھی سخت اختلاف اور ایسی تحریف واقع ہوئی ہے کہ جس سے تینوں نسخوں میں تطبیق غیر ممکن ہے جب بموجب نسخہ عبرانی کے ولادت حضرت ابراہیم کی طوفان سے دو سو بانوے سال بعد ہوئی اور حضرت نوح طوفان کے بعد تین سو پچاس سال زندہ رہے تھے جیسا کہ آیت ۲۸ باب ۹ سفر تکوین میں لکھا ہے تو لازم آیا کہ حضرت ابراہیم بوقت وفات حضرت نوح کے اٹھاون سال کے تھے اور یہ بات سب مورخوں کے نزدیک غلط ہے اور یونانی اور سامری نسخہ بھی اس کی تکذیب کر رہے ہیں کیونکہ یونانی کے بموجب ولادت حضرت ابراہیم کی حضرت نوح کی وفات سے سات سو بائیس برس بعد ہوئی ہے اور بموجب نسخہ سامری کے پانچ سو بانوے برس بعد وفات حضرت نوح کے حضرت ابراہیم پیدا ہوئے اور نیز یونانی نسخہ میں ارفخشد اور شالح کے درمیان میں ایک بطن قینان کا لکھا ہے جو عبرانی اور سامری میں معدوم ہے اور لوقا کی انجیل میں نسخہ یونانی پر اعتماد کر کے نسب نامہ مسیح میں قینان کو درمیان لکھا ہے حالانکہ بموجب شہادت نسخۂ عبرانی اور سامری دونوں الہامی کتابوں کے قینان عدم محض ہے۔ پھر بسبب اس سخت اختلاف الہامی کتابوں کے عیسائیوں نے بھی آپس میں اختلاف کر کے تینوں نسخوں کا اس باب میں اعتبار نہیں کیا ہے بلکہ اس جگہ الہامی کتابوں کو پس پشت ڈال کر بیان کیا کہ زمانہ مذکور تین سو باون سال ہے اور یوسیفس یہودی مورخ مشہور نے بھی ان تینوں نسخوں پر اعتبار نہیں کیا اور کہا ہے کہ زمان مذکور نو سو ترانوے سال ہے جیسا کہ تفسیر ہنری واسکاٹ میں منقول ہے۔

یہاں پر اس اجمال کی بقدر ضرورت تفصیل یوں ہے کہ حضرت آدم علیٰ نبینا وعلیہ السلام کے زمانہ سے حضرت نوح علیٰ نبینا وعلیہ السلام کے طوفان تک نسخہ عبرانی کی رو سے ایک ہزار چھ سو چھپن سال ہوتے ہیں اور نسخہ یونانی کی رو سے دو ہزار دو سو باسٹھ برس ہوتے ہیں اور نسخہ سامری کی رو سے ایک ہزار تین سو سات برس ہوتے ہیں چنانچہ تفسیر ہنری و اسکاٹ میں ایک جدول لکھ کر حضرت آدم سے لامک تک ہر شخص کی عمر سے وہ برس لکھا ہے جس میں اس کے گھر میں تولد ہوا اور حضرت نوح کی عمر سے سال طوفان لکھا ہے - بدیں صورت

نام	نسخہ عبرانی	نسخہ سامری	نسخہ یونانی
آدم	۱۳۰	۱۳۰	۲۳۰
شیث	۱۰۵	۱۰۵	۲۰۵
انوش	۹۰	۹۰	۱۹۰
قینان	۷۰	۷۰	۱۷۰
مہلائیل	۶۵	۶۵	۱۶۵
بارد	۱۶۲	۶۲	۱۶۲
حنوک	۶۵	۶۵	۱۶۵
متوسالح	۱۸۷	۶۷	۱۸۷
لامک	۱۸۲	۵۳	۱۸۸
نوح	۶۰۰	۶۰۰	۶۰۰
	۱۶۵۶	۱۳۰۷	۲۲۶۲

پھر تینوں نسخوں کی رو سے ثابت ہے کہ حضرت نوح طوفان کے وقت چھ سو برس کے تھے اور حضرت آدم کی عمر نو سو تیس برس کی ہوئی ہے تو نسخہ سامری کی رو سے یہ لازم آیا کہ وقت وفات حضرت آدم کے حضرت نوح دو سو تیئیس برس کے تھے اور یہ بات سب مورخوں کے نزدیک باطل ہے اور نسخہ عبرانی اور یونانی بھی اس کو جھٹلا رہے ہیں کیونکہ ان کی ولادت عبرانی کی رو سے حضرت آدم کے ایک سو چھبیس سال بعد ہوئی اور نسخہ یونانی کی رو سے سات سو بتیس سال بعد حضرت آدم کے حضرت نوح پیدا ہوئے تو اس اختلاف فاحش اور سخت تحریف کی وجہ سے یوسفیس یہودی مورخ مشہور نے جو عیسائیوں کے نزدیک بھی معتبر ہے اُس نے تینوں نسخوں پر اعتبار نہیں کیا اور کہا ہے کہ مدت مذکور بائیس سو چھپن برس ہے اب غور کرو کہ تحریف اس کا نام ہے جو تینوں نسخے الہامی کتابوں کے باہم نہیں ملتے اور زمین آسمان کا فرق رکھتے ہیں پہلی تحریف کے ضمن میں کئی تحریفیں آگئی ہیں *

اب آگے اور تحریف دیکھو کہ زمانہ طوفان سے حضرت ابراہیم علیٰ نبینا وعلیہ السلام کی ولادت تک عبرانی نسخے کی رو سے دو سو بانوے سال ہوتے ہیں اور یونانی نسخے کی رو سے ایک ہزار بہتر برس ہوتے ہیں اور نسخہ سامری کی شہادت سے نو سو بیالیس سال ہوتے ہیں چنانچہ اسی تفسیر ہنری

پس جب پادری فنڈر صاحب اور اُن کے اتباع کے اعتراض باطل ہوئے تو یہی بات حق اور ثابت ٹھیری کہ یقیناً قرآن مجید تغیر و تبدل سے محفوظ ہے اور جو روایت اُس کے برخلاف کوئی بیان کرے وہ مردود اور باطل ہے اور کیوں نہ ہو کہ آج تک جو ۱۳۰۱ھ ہجری مقدس ہے اور قرآن کے نزول کو قریب تیرہ سو سال کے ہو چکا ہے تو اس قدر مدت ہائے دراز و قرنہائے طویل میں قرآن مجید میں ایک لفظ بلکہ حرکت یا نقطہ تک کا فرق نہیں ہوا اور نہ قیامت تک ممکن ہے بڑے سے بڑا عالم اگر سہواً کوئی لفظ قرآن کا غلط پڑھے تو ایک چھوٹا سا لڑکا حافظ قرآن بتا دیتا ہے کہ یہ لفظ یوں صحیح ہے اور یہ محفوظیت قرآن کی ایسی بات نہیں کہ قرآن کے ماننے والے ہی اس کے قائل ہیں بلکہ دوسرے دین والے منصف مزاج بھی اس امر مسلم الثبوت کو تسلیم کرتے ہیں خود پادری صاحبان کی قوم کے بہت سے علما اس بات کو مانتے ہیں اگر طوالت منظور ہوتی تو کئی نقلیں اس بارہ میں منقول ہوتیں مگر اختصار کی وجہ سے اتنا ہی ذکر کافی ہے کہ سر ولیم میور صاحب اپنی کتاب لائف آف محمدؐ میں بڑی متانت سے لکھتے ہیں کہ دنیا میں غالباً کوئی اور کتاب نہیں ہے جسکی عبارت بارہ سو برس تک ایسی خالص رہی ہو انتہے۔ پس غور کرو کہ جب غیر دین والے لوگ بھی قرآن کی نسبت ایسا خیال ظاہر کریں تو کب ممکن ہے کہ قرآن میں تحریف و تغیر و تبدل واقع ہو ٥ والفضل ما شهدت به الاعداء پس متحقق ہوا کہ قرآن مجید عمدہ سے عمدہ طور پر محفوظ ہے اور پادریوں کا یہ دعوے کہ قرآن مجید میں تحریف واقع ہوئی ہے بالکل باطل اور بلا دلیل ہے ٭

اب میں پادری صاحب کے ان اعتراضوں کا جواب جو انجیل کی تحریف کے باب میں پادری صاحب نے تحریر فرمائے ہیں لکھتا ہوں ٭

واضح رہے کہ باقرار علماء مسیحی و باقبال کتب معتبرہ مسیحی کے کتب مقدسہ میں تحریف واقع ہوئی ہے جس کا بیان یہ ہے کہ عہد عتیق کے مشہور نسخے تین ہیں پہلا نسخہ عبرانی جس کو یہود اور اکثر علمائے پروٹسٹنٹ معتبر جانتے ہیں۔ دوسرا نسخہ یونانی جو ۱۵۰۰ء تک عیسائیوں کے نزدیک معتبر تھا اور عبرانی نسخہ کو محرف جانتے تھے اور یہ اب تک گرجا یونانیہ اور مشرقی گرجاؤں میں معتبر گنا جاتا ہے اور ان دونوں نسخوں میں سب کتابیں عہد عتیق کی جمع ہیں۔ تیسرا نسخہ سامری جو سامریوں کے نزدیک معتبر ہے اور یہ نسخہ بعینہ نسخہ عبرانی ہے لیکن اس میں سات کتابیں عہد عتیق کی ہیں کیونکہ سامری باقی کتابوں کو عہد عتیق سے نہیں مانتے ہیں اور یہ سامری نسخہ عبرانی نسخہ پر بہت سے فقروں اور لفظوں میں زاید ہے اور کئی محقق علمائے پروٹسٹنٹ مثل کنی کات و ہیلز و ہیوبی کنیت وغیرہم نسخہ سامری کے معتقد ہیں اور عبرانی کو یہود کا تحریف کیا ہوا جانتے ہیں اور اکثر علمائے پروٹسٹنٹ کے بھی بعضے مقاموں میں نسخہ سامری کو عبرانی پر مقدم کرتے ہیں

میں آیتوں کی ترتیب بحکم الٰہی وقوع میں آئی تھی اور وہ سب ترتیب یعنی اول سے آخر تک تمام قرآن مجید کئی صحابہ کو یاد تھا پس باوصف موجود ہونے حافظوں کے اگر قرآن ایک جلد میں جمع نہ ہوا تو کیا مضایقہ۔ وعلاوہ باری تعالےٰ نے قرآن مجید کے حفظ و نگہبانی کا خود وعدہ فرمایا ہوا تھا جیسا کہ سورۂ حجر کی ابتدا میں ارشاد ہے اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ یعنی اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ بیشک ہم نے ہی اُتارا ہے قرآن کو اور ہم اُسکے نگہبان ہیں اور سورہ حٰم فصلت میں بھی ارشاد ہو چکا تھا کہ وَاِنَّهٗ لَكِتٰبٌ عَزِيْزٌ لَّا يَاْتِيْهِ الْبَاطِلُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهٖ تَنْزِيْلٌ مِّنْ حَكِيْمٍ حَمِيْدٍ یعنی اور تحقیق وہ قرآن عزت والی کتاب ہے اُس پر جھوٹ کا دخل نہیں آگے سے نہ پیچھے سے اُتاری ہوئی ہے خدائے دانا صاحب تعریف کی طرف سے پس جس کلام کا مالک الملک خود نگہبان ہو اور اُس میں کسیکے دخل اور تغیر و تبدل کو گنجائش نہ ہو اور نیز کئی حافظوں کے سینوں میں محفوظ ہو تو ابتداءً اس کے ایک جلد میں جمع نہ ہونے سے کیا خطرہ پھر حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات شریف کے بعد ہی بمزید احتیاط جب خلیفۂ اوّل نے جمع کرایا تو اُس وقت ایک ہی طور پر سب صحابہ کے اجماع سے جمع نہیں ہوا تھا کسی نے سورتوں کو برعایت ترتیب نزول جمع کیا تھا اور کسی نے کسی اور ترتیب سے جو اُس کو پسند آئی جب ایسے نسخے جن میں صرف ترتیب کا ہی اختلاف تھا مشتہر ہوئے اور کئی حافظ بھی انتقال کر گئے۔ تو تیسری خلافت میں جو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے بعد تیرھویں برس قایم ہوئی تھی سب صحابہ کے اجماع سے اس اختلاف ترتیب کو رفع کرنے کے لئے اس ترتیب پر جو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے یاد رکھتے تھے قرآن کی سورتوں کو جمع کیا اور جہاں کسی ایک دو سورتوں میں وہ ترتیب کسی کو یاد نہ رہی تو اپنے اجتہاد سے صحابہ نے ان میں ترتیب دیکر بموجب اس ترتیب کے کئی نسخے لکھوائے اور مشتہر کرائے دوسرے صحابہ مثل حضرت ابن مسعود و ابی بن کعب رضی اللہ عنہما جنہوں نے دوسری ترتیب سے قرآن کو جمع کر رکھا تھا وہ بھی اسی ترتیب کے تابع ہو گئے تب اس پہلی ترتیب کے نسخوں کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جلا دیا تھا کہ اختلاف ترتیب بالکل رفع ہو اور یہی ترتیب جو خدائے پاک اور رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کو پسند ہے اُمت میں شائع ہو چنانچہ سب مجتہدین نے اس ترتیب کو قبول کیا اور ایک نسخہ پہلا حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو دے دیا چونکہ واقعی قرآن مجید میں کوئی تغیر و تبدل واقع نہیں ہوا تھا اور نہ کسی ایمان دار کو کوئی شک تھا اور نہ کسی کی طرف سے کوئی اعتراض ہوا تھا جس پر مقابلہ کی حاجت پڑتی تو اس واقعہ میں اب تیرہ سو برس کے بعد یہ شک لانا کہ تیسرے خلیفہ نے قرآن میں تغیر و تبدل کر دیا ہے محض بہتان اور افترا ہے شکی بات سے یقین کا توڑنا سراسر حق سے منہ موڑنا ہے ❖

پھر پادری صاحب شیعہ کی طرف سے قرآن کا تغیر و تبدل نقل کرتے ہیں یہ بھی بے اصل بات ہے کیونکہ شیعہ کی معتبر کتابوں سے مثل تفسیر مجمع البیان و تفسیر صافی و صراط المستقیم و مصائب النواصب و رسالہ اعتقادیہ شیخ صدوق وغیرہا سے ثابت ہے کہ محققین شیعہ کے نزدیک قرآن اتنا ہی ہے جو دفتین میں منقول و مسطور اور مسلمانوں میں مشہور ہے کچھ کمی بیشی اور تغیر و تبدل اس میں نہیں ہوا ہے ❖

رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے قرآن دوسری قراءت میں پڑھا میں اس قراءت کو نہیں جانتا تھا میں اس کو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا آپنے میری اور اُس کی دونو قراءتوں کو درست فرمایا سو میرے دل میں اُس وقت ایسا شک پڑگیا کہ حالت کفر میں بھی ویسا شک نہ تھا حضرت سمجھ گئے اور آپنے ایسا ہاتھ میرے سینے پر مارا کہ میں خوف کے مارے پسینے میں ڈوب گیا اور گویا میں نے خدا کو دیکھ لیا یعنی شک جاتا رہا حق بات صاف کھل گئی تب حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ حدیث فرمائی يَا أُبَيُّ أُرْسِلَ إِلَيَّ أَنِ اقْرَءِ الْقُرْآنَ عَلٰى حَرْفٍ فَرَدَدْتُ إِلَيْهِ أَنْ هَوِّنْ عَلٰى أُمَّتِيْ فَرَدَّ إِلَيَّ الثَّانِيَةَ اقْرَءْهُ عَلٰى حَرْفَيْنِ فَرَدَدْتُ إِلَيْهِ أَنْ هَوِّنْ عَلٰى أُمَّتِيْ فَرَدَّ إِلَيَّ اقْرَءْهُ عَلٰى سَبْعَةِ أَحْرُفٍ وَلَكَ بِكُلِّ رَدَّةٍ رَدَدْتُكَهَا مَسْئَلَةٌ تَسْئَلُنِيْهَا فَقُلْتُ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِأُمَّتِيْ وَأَخَّرْتُ الثَّالِثَةَ لِيَوْمٍ يَرْغَبُ إِلَيَّ الْخَلْقُ كُلُّهُمْ حَتّٰى إِبْرَاهِيْمُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۔

ترجمہ صحیح مسلم وغیرہ میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے جو قرآن مجید کے قاری تھے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے میرے بیٹے حکم بھیجا گیا میری طرف اس کا کہ پڑھ قرآن کو ایک قراءت میں سو میں نے پھر بھیجا خدا کی طرف کہ آسانی کر میری امت پر سو خدا نے پھر حکم بھیجا میری طرف دوسری بار کہ پڑھ قرآن کو دو قراءت میں سو میں نے پھر بھیجا خدا کی طرف کہ میری امت پر آسانی کر سو خدا نے حکم بھیجا میری طرف کہ پڑھ قرآن کو سات قراءتوں میں اور یہ حکم ہوا کہ تجھ کو بشمار ہر بار حکم بھیجنے کے جس کو میں نے تیری طرف پلٹا ایک ایک سوال کرنے کی اجازت ہے کہ تو اُس کو مانگے یعنی تین بار کوئی اور دعا کر تو قبول ہو حضرت نے فرمایا سو میں نے کہا اے خداوند میری امت کو بخش اے خداوند میری امت کو بخش یعنی دو بار تو سوال کر چکا اور پیچھے ڈال رکھا میں نے تیسرے سوال کو اس دن کے واسطے کہ جب خلق جھکیگی میری طرف سب کے سب یہاں تک کہ ابراہیم علیہ السلام بھی ۔

فائدہ ۔ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنی امت پر کیا شفقت تھی کہ عرض معروض کر کے سات قراءت کی اجازت لی تاکہ امت پر ایک قراءت میں پڑھنا مشکل نہ پڑے اور حق تعالےٰ کی رحمت کو خیال کرنا چاہئے کہ جب اپنے حبیب کو اپنی اُمت پر اتنا مہربان دیکھا تو امت کے حق میں تین بار سوال کرنے کی اجازت اور دی سو حضرت نے امت کے بخشنے کا دو بار سوال کیا اور تیسرا سوال قیامت کے واسطے رکھ چھوڑا کہ جب تمام پیغمبر خوف ناک ہونگے اور کسی کے واسطے نہ کہہ سکینگے تب ہمارے حضرت شفاعت پر مستعد ہونگے اور قیامت میں پیغمبر لوگ بھی حضرت سے اپنے واسطے کچھ سعی سفارش چاہینگے حتےٰ کہ ابراہیم خلیل اللہ بھی دامن محمدی پکڑینگے کذافی ترجمہ مشارق الانوار المسماۃ بہ تحفۃ الاخیار فصلے اللہ وسلم علے حبیبہ واخوانہ وعترتہ کما یحب ویرضےٰ ۔
اس حدیث سے صاف صاف ثابت ہے کہ ساتوں قراءت کلام الٰہی ہے اس کو تحریف کہنا جاہلوں کو دھوکہ دینا ہے باقی رہا یہ قرآن مجید کا اُس حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی زبان سعادت نشان میں جمع ہونے سے کچھ خلل لازم نہیں آتا ہے کیونکہ ہر سورۃ

اور ترکیب اور طور پر کی تھی تو کیا سبب تھا کہ اُن کو جلا دیا بلکہ لازم تھا کہ اگر سب کو نہیں تو بعض کو ضرور ہی رکھ چھوڑتا تا اگر کوئی کہے کہ تم نے قرآن کو تغیر کر دیا اور بدل ڈالا تو اُن نسخوں کو اُس کے سامنے رکھے کہ لو یہ اگلے نسخے ہیں دیکھو اور مقابلہ کرو تا کہ تمہیں معلوم ہو کہ یہ قرآن مضمون اور الفاظ میں اگلے نسخوں سے موافق اور مطابق ہے لیکن اس بات سے کہ عثمان نے ایسا نہیں کیا بلکہ سب اگلے نسخوں کو جلا دیا تو کچھ اور گمان نہیں ہوتا مگر یہی کہ اگلے نسخوں میں ہر ایک اور طرح کا تھا یا یہ کہ جیسا شیعہ کہتے ہیں کہ اُس نے قرآن کو قصداً گم کیا اور بعض آیات میں تغییر و تبدیل کی ہے اور اُس نسخہ کو جو حفصہ کے پاس تھا اور عثمان نے اس کو پھیر دیا اس کی خبر کسی کو پھر نہ ملی الے قولہ ہر صاحب فہم و شعور کے دل میں قرآن کے صحیح اور اصل ہونے کی بابت شک کلی ہوگی اگر محمدی ایسی باتیں توریت و انجیل کی بابت مسیحیوں کی مشہور اور معتبر کتابوں سے نکال لاسکتے تو البتہ اُن کا یہ ادعا کہ کتب مقدسہ تحریف ہوئی ہیں بیجا نہ ہوتا یہ مضمون ہے اس رسالہ کے اخیر صفحہ ۲۰ تک اس کے دیکھنے سے فقیر کو غیرت دینی نے اس پر آمادہ کیا کہ اس کا جواب لکھا جاوے تا کہ مصنف رسالہ مذکور کی غلط فہمی یا دھوکہ دہی ظاہر ہو جاوے ✦

پوشیدہ نہ رہے کہ اس رسالہ میں دو مضمون ہیں اول یہ کہ کتب مقدسہ توریت و انجیل محرف نہیں ہیں دوسرا یہ کہ قرآن میں تحریف واقع ہوئی ہے پس اول قرآن مجید کا تغییر و تبدل سے محفوظ ہونا ظاہر کر کے پھر بعد ازاں کتب مقدسہ کی تحریف واقعی اور یقینی اُن کی معتبر اور مشہور کتابوں سے ظاہر کرونگا واللہ ہو الموفق والمعین ✦

واضح رہے کہ معنی تحریف کے لغت میں پھیر دینا اور بدل کرنا ہے ایک سخن کا اپنی وضع اور حالت سے کذا فی غیاث اللغات وغیرہ پس نا گزیر ہوا کہ کلام محرف میں اصلی کلام لفظاً و معنےً بدل جاویگی اور اس جگہ جو تحریف میں کلام ہے تو مراد اُس سے یہ ہے کہ کلام الٰہی کا تغیر و تبدل کرنا پس تحریف کلام الٰہی وہ ہوگی جو کسی نے اس کلام کو ادل بدل کر دیا ہو تا کہ معنے بدل جاویں تو جس جگہ کلام الٰہی کو بحکم پروردگار دو یا تین طور پر پڑھا روا ہو اور معنے میں بھی کچھ فرق نہ ہو تو اُس کو تحریف کہنا غلط فہمی یا دھوکہ دینا ہے دیکھو سورہ فاتحہ میں آیت مٰلک یوم الدین کو جس کے معنے خداوند روز قیامت کے ہیں مَلک یوم الدین بھی اس میں قرائت ہے یعنی بادشاہ قیامت کا اب انجان خیال کریگا کہ دوسری قرائت پڑھنے والے نے آیت کو بدلا دیا ہے اور واقع میں یوں نہیں بلکہ مالک یوم الدین اور ملک یوم الدین دونو طرح سے کلام الٰہی ہی ہے پس اس اختلاف قرائت کو جو پادری صاحب بدیں عبارت کہ خود محمدؐ کے وقت میں ایک شخص نے ایک آیت کو ایسا اور دوسرے نے اسی آیت کو ویسا پڑھا تھا انتھٰے بیان کر کے تحریف سمجھ رہے ہیں بخلاف عقل و علم خانہ ساز اصطلاح ہے اللہ تعالیٰ انصاف نصیب کرے یہاں پر اس اختلاف قراءت کا حال کسی قدر تفصیل سے بیان کرنا مناسب ہے اور وہ یہ ہے کہ حضرت ابی ابن کعب

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

نحمدہٗ ونصلّی ونسلّم علیٰ رسولہ الکریم

اما بعد فقیر محمد ابو عبد الرحمٰن غلام دستگیر ہاشمی صدیقی قصوری کان اللہ لہ ظاہر کرتا ہے کہ ماہ ذی الحجہ سنہ ۱۳۰۳ ہجری مقدس میں فقیر نے ایک رسالہ موسوم بہ **تحریف القرآن** مطبوعہ لودیانہ مشن پریس واقعہ ۱۸۸۶ء دیکھا اس کے پہلے ورق پر ابتدا میں لکھا ہے کہ محمدی دعوے کرتے ہیں کہ انجیل تبدیل ہوگئی ہے اور ہمارا قرآن صحیح اور درست ہے مگر جب ہم پوچھتے ہیں کہ کس وقت انجیل کی تبدیلی ہوئی اور کن لوگوں نے اسکو تبدیل کیا اور ان کا مطلب کیا تھا اور کون سی باتیں ہیں جو پہلے اور طرح تھیں اب اس طرح بدل گئیں اور اصل انجیل کہاں ہے الٰے قولہ تو ان سوالوں کا ایک بھی جواب معقول نہیں دے سکتے اور نہ کسی دلیل سے اس دعوے کو ثبوت کر سکتے ہیں انتہے! پھر صفحہ ۳ میں لکھا ہے مسیحی لوگ بطریق اولے کہہ سکتے ہیں کہ قرآن نے تحریف پائی اور یہ قرآن جو اب محمدیوں میں مروّج ہے اصل قرآن نہیں ہے کیونکہ پہلے تو اُسے ابوبکر نے اکٹھا اور مرتب کیا پھر عثمان نے دوبارہ ملاحظہ کر کے اصلاح دی حالانکہ شیعہ لوگ ان اشخاص کو کافر اور بے دین جانتے ہیں اور کہتے ہیں کہ عثمان نے کئی سورتوں کو جو علی کی شان میں تھیں قرآن سے نکال ڈالا انتہے پھر صفحہ ۹ سے صفحہ ۱۰ تک قرآنوں کے اختلاف کی تین حدیثیں مشکوٰۃ سے نقل کر کے لکھا ہے کہ اب مشکوٰۃ کی ان حدیثوں سے کئی ایک بات ثابت ہوتی ہیں (پہلی) یہ کہ خود محمدؐ کے وقت میں ایک شخص نے ایک آیت کو ایسا اور دوسرے نے اسی آیت کو ویسا پڑھا تھا۔ (۲ دوسرے) یہ کہ قرآن محمد کے وقت میں ایک جلد میں جمع نہیں ہوا تھا بلکہ ابوبکر نے آیات کو جمع کرنے کا حکم دیا الٰے قولہ (۳ تیسرے) یہ کہ عثمان نے خلافت کے تخت پر بیٹھ کر جب دیکھا کہ لوگ پھر بھی قرآن کے پڑھنے میں فرق کرتے ہیں اور ڈرا کہ قرآن میں آگے اور زیادہ خرابیاں نہ ہوں تو زید وغیرہ کو حکم دیا کہ قرآن کو دوبارہ صحیح کرے اور سب آیات قریش کی زبان میں لکھیں (۴ چوتھے) اُس نے سب اگلے نسخے جمع کر کے جلا دئے۔ اور اُس نئے نسخے سے اور نسخے لکھوا کر سب جگہ بھیج دئے اور اسی طرح اُس کو مشہور کیا۔ اب ہم پوچھتے ہیں کہ عثمان نے کس واسطے اگلے سب نسخوں کو جلا دیا اگر وہ نیا نسخہ جو اس نے مشہور کیا اور اب مستعمل ہے اگلے نسخوں سے مضمون اور الفاظ میں بعینہ برابر اور موافق تھا اور اس نے صرف آیات اور سورتوں کی ہی ترتیب

Mirza Abul-Fazl
March 1902.



تحریف قرآن کا جواب

یعنی

رسالہ اقامۃ البرہان فی رد من قال بتحریف القرآن

مؤلفہ

جناب مولوی غلام دستگیر صاحب قصوری مرحوم

افادہ عوام کے لئے

انجمن حمایت اسلام لاہور نے

۱۳۱۹ھ 1901

مطبع رفاہ عام لاہور میں چھپوایا

قیمت فی جلد		تعداد جلد ۱۰۰۰		دفعہ ۳